حالاتِ حاضرہ

اہم عالمی واقعات پر ایک نظر

از

(جناب اسرار احمد صاحب آزاد)

کوریا کی جنگ تازہ ترین اطلاعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ کوریا کی جنگ امروز فردا میں "متارکہ" پر ختم ہو جائے گی۔ یہ جنگ ۱۹۵۰ء میں ۲۵ رجون کو شروع ہوئی تھی اور اگر مذکورۂ بالا اندازہ صحیح ثابت ہوا تو کوریا کے باشندوں کو پورے تین سال کے بعد امن کی فضا میں سانس لینے کا موقع نصیب ہو سکے گا۔ اور اس طرح دوسرے بین الاقوامی اختلافات اور تنازعات کو طے کرنے کے لئے زیادہ مہلت اور فرصت مل سکے گی، لیکن اس اطمینان بخش اطلاع کے ساتھ یہ تشویش انگیز خبر بھی موصول ہوئی ہے کہ جنوبی کوریا کے صدر سنگمان ری اور ان کی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ وہ خود کو متارکہ کا پابند نہیں بنائیں گے اور اگر شمالی کوریا اور ادارہ اقوام متحدہ کے مابین مفاہمت اور مصالحت ہو گئی تو وہ جنگ جاری رکھیں گے اور جنوبی کوریا کی فوجیں شمالی کوریا پر یلغار شروع کر دیں گی۔ پھر اسی قدر نہیں بلکہ جنوبی کوریا میں مارشل لا نافذ کر دیا گیا ہے اور جنوبی کوریا کے جو افسر ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں انھیں واپس بلانے کے لئے احکام جاری کر دئے گئے ہیں ان باتوں سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ صدر سنگمان ری نے اپنے اعلان کو عمل کی شکل دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

سنگ مان ری کا مطالبہ یہ ہے کہ متارکہ سے قبل امریکہ اور جنوبی کوریا کے درمیان ایک میثاق دفاع ہو جانا چاہئے جس کی رو سے ——— امریکہ، جنوبی کوریا کو

کثیر تعداد میں اسلحہ اور سامان مہیا کرتا رہے۔ اگر کوریا پر حملہ کیا جائے تو امریکہ فوراً جنوبی کوریا کے دوش بدوش کھڑے ہوکر حملہ آور کا مقابلہ کرے اور امریکی بحریہ اور فضائیہ اس وقت تک جنوبی کوریا میں موجود رہے جب تک جنوبی کوریا میں اپنی مدافعت کی اہلیت اور قوت پیدا نہ ہوجائے

اس میں شک نہیں کہ کوریا میں جنگ شروع ہونے کی اطلاع کے ساتھ ہی اس جنگ میں امریکی فوج کے حصہ لینے کی اطلاع بھی موصول ہوئی تھی لیکن ادارہ اقوام متحدہ نے اس معاملہ کو اس درجہ سرعت کے ساتھ اپنا لیا تھا کہ ایک ہی ہفتہ میں یہ جنگ ادارہ اقوام متحدہ اور شمالی کوریا کی جنگ متصور ہونے لگی تھی اور اب تک یہ جنگ شمالی کوریا اور ادارہ اقوام متحدہ ہی کی جنگ سمجھی جاتی ہے اس لئے اس سلسلہ میں متعدد سوالات پیدا ہوتے ہیں مثلاً یہ کہ ـــــــ کیا جنوبی کوریا کو ادارہ اقوام متحدہ اور شمالی کوریا کے درمیان طے ہوجانے والی شرائط متارکہ کی خلاف ورزی کا کوئی حق حاصل ہے اور اگر اسے اس قسم کا کوئی حق حاصل نہیں تو خلاف ورزی کی صورت میں ادارہ اقوام متحدہ جنوبی کوریا کی حکومت کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائے گا؟ اور کیا امریکہ کی طرف سے کسی ایسے ملک کی امداد مناسب فعل ہوگا جو ادارہ اقوام متحدہ کے فیصلہ سے انحراف پر آمادہ ہو اور اگر امریکہ نے سنگ مان ری کو مدد دی تو کیا اس کا مطلب ادارہ اقوام متحدہ کے فیصلہ کی خلاف ورزی نہ ہوگا اور اس صورت میں امریکہ کے متعلق ادارہ اقوام متحدہ کا رویہ کیا ہوگا؟

مذکورہ بالا سوالات کا صحیح جواب مستقبل ہی دے سکے گا لیکن یہاں اتنی بات ضرور سمجھ لینی چاہئے کہ جس طرح کوریا کا میدان جنگ تین سال تک دو متضاد نظریوں اور قوتوں کی کشمکش کا میدان بنا رہا ہے اسی طرح اس جنگ کا خاتمہ بھی دنیا کے امن خواہوں جنگ بازوں کے ارادوں اور ادارہ اقوام متحدہ کے تدبر کے لئے آزمائش کا ایک نازک ترین دور ثابت ہوگا اور اس دور کے واقعات سے اس بات کا اندازہ کیا جا سکے گا کہ امن پسند کون ہے اور جنگ باز کون نیز ادارہ اقوام متحدہ کس حد تک امن عالم کو برقرار

رکھ سکتا ہے!۔

برمودا کانفرنس عالمی تنازعات کو طے کرنے اور دنیا کو تیسری جنگ کے اندیشہ سے نجات دلانے کے لئے دنیا کی بڑی طاقتوں کے مابین ایک کانفرنس کا انعقاد بنیادی حیثیت رکھتا ہے لیکن جنگ کے اندیشہ سے نجات دلانے کے لئے دنیا کی بڑی طاقتوں کے درمیان مذاکرات بے حد ضروری ہیں لیکن مغربی جمہوریت پسندوں کے رہنما، کوریا کی جنگ جاری رہتے ہوئے اس قسم کے مذاکرات کو بے سود سمجھتے رہے ہیں اور اگرچہ برطانیہ کے وزیر اعظم سر ونسٹن چرچل نے کم و بیش ایک ماہ قبل اس بات کا اعلان کیا تھا کہ مشرق و مغرب کے مابین پیدا شدہ اختلافات کو دور کرنے کا وقت آگیا ہے اور اب ہمیں سوویٹ یونین کے رہنماؤں کے ساتھ گفتگو کرنے کے لئے جلد از جلد بڑی طاقتوں کی ایک کانفرنس منعقد کرنا چاہیے لیکن صدر آئزن ہاور نے اس تجویز کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا اور اس بات کو مناسب سمجھا کہ سوویٹ یونین کے رہنماؤں کے ساتھ گفت و شنید سے قبل، برطانیہ، فرانس اور امریکہ کے درمیان تبادلہ خیالات کر لیا جائے۔ چنانچہ ماہ رواں کے اواخر یا آئندہ ماہ کے آغاز میں برمودا میں جو کانفرنس منعقد ہونے والی ہے اس میں صدر آئزن ہاور مسٹر چرچل اور فرانس کے وزیر اعظم شرکت کریں گے۔

آج سے چند روز قبل جب برمودا کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کیا گیا تھا کوریا میں جنگ جاری تھی اور اس لئے یہ خیال کیا جاتا تھا کہ صدر آئزن ہاور اس جنگ کے پیش نظر سوویٹ یونین کے ساتھ گفت و شنید پر آمادہ نہ ہوں گے اور اس طرح سر چرچل نے جو تجویز پیش کی ہے وہ یا تو بالکل ہی مسترد ہو جائے گی یا اسے ایسی شرائط کے ساتھ مشروط کر دیا جائے گا جو دنیا کی بڑی طاقتوں کی کانفرنس کے انعقاد کو تقریباً ناممکن بنا دیں گی لیکن آج ایک طرف تو جنگ کوریا کے ختم ہونے کے قوی امکانات پیدا ہو گئے ہیں اور دوسری طرف وزرائے اعظم دولت مشترکہ کی کانفرنس نے سر ونسٹن چرچل کی مذکورہ بالا تجویز کی تائید و حمایت کی ہے اس لئے اس امر کا امکان پیدا ہو گیا ہے کہ کانفرنس میں سر ونسٹن چرچل کی تجویز کو منظور کر لیا جائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ دوسری عالمگیر جنگ کے بعد دنیا میں پہلی بار امن کی فضا پیدا ہوئی ہے اور اگر اس فضا کو قائم رکھا گیا تو پھر بیشتر عالمی اختلافات اور تنازعات کا حل ہو جانا ناممکن نہیں۔